گرامی نامے

● الحمدللہ آپ کے زیرنگرانی ایوانِ اردو کا ہر شمارہ معیار میں ایک گراں قدر اضافے کی صورت میں آگے بڑھ رہا ہے۔ میں زیادہ پرانی بات تو نہیں، لیکن یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے ایوانِ اردو کے قیمتی صفحات پر جس طرح سرسید نمبر کو مرتب کیا وہ اچھے اچھے بڑے نمبروں سے زیادہ بیش قیمت ثابت ہوا یہی نہیں بلکہ آپ کے ہر دو شمارے کے درمیان ادبی شخصیات کا جو بھی گوشہ نکلا وہ خوب نکلا۔ تازہ ترین مثال دسمبر کے شمارے میں قاضی عبدالستار کا گوشہ ہے جو بہت حد تک ان کی شخصیت کے امتیازات کو نمایاں کرتا ہے اور بہت ہی خوب ہے۔

آپ کے اداریے بھی بے پناہ طاقت رکھتے ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں جب اداریہ کو صرف ایک شاعر یا ادیب ہی نہیں بلکہ براہِ راست شعبۂ اردو ادب کا کوئی اہم استاد لکھ رہا ہو۔ یہاں دو آتشے کی صورت بھی پیدا ہو رہی ہے۔ الحمدللہ اس بار بھی جنوری ۲۰۱۹ء کا شمارہ سال کے آغاز ہی میں بڑی موضوعاتی اہمیت کا حامل بن کر سامنے آیا ہے۔ آپ نے اس سے قبل بھی اپنے اداریے میں اردو غزل کی مقبولیت اور اس کی ہمہ جہتی کے حوالے سے بڑی کارآمد باتیں کی تھیں۔ یہاں بھی آپ نے اپنی دروں بینی اور وسعت نظر کا ثبوت پیش کرتے ہوئے اردو غزل پر ایک جامع گفتگو کی ہے۔ میں آپ کی بات سے متفق ہوں کہ اردو غزل نے اپنی روایت اور تاریخ کے آئینے میں اپنی ایمائیت اور ڈکشن کے باوصف ہر زمانے کو متاثر کیا ہے اور ابتدا سے ہی اس نے مختلف ادوار میں جدید اذہان کو داخلی اور خارجی مزاج کے تحت عصری مسائل کی سطح پر اپنے دامنِ تنگ میں تمام نکات کے ساتھ قبول کیا ہے اور غزل گو شعرا نے اسے اپنے معاصر موضوعات کی نئی پہنائیاں عطا کی ہیں۔ غزل کو لاکھ نشانۂ تنقید بنایا جائے، مگر اسے کوئی دبا نہیں سکتا ہے جس زمانے میں کہنے والے نے یہ کہا:

شاعر نہیں ہے وہ جو غزل خواں ہے آج کل

لیکن اس زمانے میں بھی مخدوم محی الدین اور مجروح سلطان پوری جیسے غزل گو شعرا موجود تھے جنہوں نے غزل کو اپنے کلاسیکی، تاریخی وقار سے جڑا ہوا رکھا اور اس کے صنفی اختصاص کو بھی قائم و دائم رکھا۔ یہ حقیقت ہے کہ ترقی پسندی کے بعد زمانۂ جدیدیت اور مابعد جدیدیت یعنی آج تک اسے اپنے تاریخی اور سیاسی عدمِ استقلال اور عدمِ سکون اور تہذیبی نشیب و فراز کا ترجمان بنا کر اردو غزل گو شعرا نے اردو غزل کو بہت بڑی منزل اور چیلنجز سے گزارنے کا حوصلہ اور عزم دے رکھا ہے۔ زیادہ تفصیل میں جانے کا محل نہیں، لیکن یہ کہنا ناگزیر ہے کہ اردو غزل پر آپ کی نگاہ عملی اور نظری دونوں ہے اور آپ اس کی تہہ داریوں اور ایمائیت اور تنگی میں کشادگی، انتشار میں تنظیم کو بہت ہی بہتر سمجھتے ہیں میں اس سلسلے میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اور آپ کو وقتاً فوقتاً کچھ نہ کچھ اپنے تاثرات اور منظوم خیالات ارسال کرتا رہوں گا۔

پروفیسر حامدی کاشمیری کی غزل، مرلی دھر طالبؔ، شاہد ندیم اور میکش اجمیری کی غزلوں سے کافی خوشگوار تاثر اپنے ذہن پر پاتا ہوں۔

علی احمد فاطمی کرنٹ تحاریر پر بہتر معلوماتی انتقاد کو پیش کر رہے ہیں۔ مولا بخش کا مضمون میں نے یہ سوچ کر پڑھنا شروع کیا تھا کہ اس میں کچھ نئی باتیں مولانا محمد علی جوہر کے حوالے سے مل جائیں گی، مگر مضمون کا اول حصہ ٹھیک تھا، لیکن آگے جا کر اس مضمون نے پروفیسر گوپی چند نارنگ کی بحث کے اتباع میں تھوڑی یکسانیت اور تکرار کے سوا اور کچھ نہیں دیا۔ میں نے پروفیسر نارنگ کا مضمون تین، چار سال پہلے سہ ماہی تفہیم میں پڑھا تھا جو بہت ہی عمدہ اور جامع تھا اور جس میں محمد علی جوہرؔ کے کلام کا عملی اور نظری تجزیہ تھا اور جو مجھے آج بھی اسٹرائیک کرتا رہتا ہے۔ جنوری کے تازہ شمارے میں ترنم ریاض کا افسانہ بہت پسند آیا۔ موضوع جیسا بھی ہو پیشکش بڑی اچھی ہے۔ ذاتی طور پر میں آپ کے ادارے اور اکادمی کے تمام اراکین اور ٹیم کو مبارک باد کا مستحق سمجھتا ہوں اور یہ ٹیم اسپرٹ قائم و دائم رکھنے کی دعا کرتا ہوں۔

پروفیسر راشد طرازؔ، مونگیر (بہار) موبائل:9304861140

● جنوری ماہ کے شمارے کا سرورق طلوعِ آفتاب کی معنی خیز تصویر اور نئے سال کی مبارکباد کے اعلان اور معیاری مشمولات کے

ساتھ ظہور پذیر ہوا۔

اس میں ڈاکٹر ترنم ریاض کا افسانہ 'ریشِ ستم کیش' ہلکے پھلکے انداز میں ایک ایسا افسانہ ہے جو کہ ایک از حد سنجیدہ و سادہ لوح طبع پروفیسر دُرگا راؤ کی اپنے تعلیمی فریضہ کی ایماندارادائیگی کرتے ہوئے اپنی اہلیہ سری لتا کے تئیں وفادارانہ مراسم کا بیان کرتا ہے۔ زوجہ کے از حد اصرار کرنے پر ہی وہ ریش رکھنے پر راضی ہوتا ہے۔ بعد ازاں طلبا وغیرہ کے دلچسپ ردِ عمل و حرکات و سکنات کا اس افسانے میں مفصل نفسیاتی تجزیہ دیدنی ہے۔ واقعات کے بیان کی فنی بنیادی شرط کے فقدان کے باوصف یہ افسانہ اپنا ایک الگ ہی مزہ عطا کرتا ہے۔ یہی اس کا ایک اہم جمع نقطہ (پلس پوائنٹ) ہے۔

انیس مرزا کے افسانے 'مسیحا' میں دراصل ایک نہیں دو پاک مسیحا ہیں۔ ہیروئن جولی کی زندگی میں اس کی عصمت بچانے والا مسیحا پروفیسر مجیب تو زندہ رہا نہیں، اس کے محبوب پرویز کے ایک غنڈا ہی ثابت ہونے پر اس کے اور اس کے غنڈے دوستوں سے اس کی عصمت تار تار ہونے سے بچانے والا شخص ابھی زندہ تھا۔ یہ اور بات ہے کہ دنیا والوں کی نظر میں وہ بجائے خود ایک غنڈہ ہی کہلاتا رہا تھا، لیکن جولی کی نظر میں وہ تو ایک 'فرشتہ' ہی تھا اور اب اسے اسی کا انتظار تھا۔ کردار نگاری کی کسوٹی پر یہ افسانہ کھرا اور پورا اترتا ہے۔

ادیب اختر نے ایک کنڑ کہانی کا جو ترجمہ اردو زبان میں زیرِ عنوان 'روندی گئیں کلیاں' پیش کیا ہے، وہ اردو زبان کے ہی فی الاصل افسانے کا ذائقہ دے جاتا ہے اور یہی ہر ایک کامیاب ترجمے کا اہم وصف ہوا بھی کرتا ہے۔

ذاکرہ شبنم نے اپنے افسانے 'غربت عجیب سزا' میں یہ حقیقت درج کرنے کی کامیاب سعی کی ہے کہ بھوک و مفلسی سے بڑھ کر انسان کی حیات میں کوئی اور دیگر سزا نہیں ہوسکتی ہے۔ نہ جانے یہ سزا خدا انسانوں کو کیوں دیا کرتا ہے؟ اس لاجواب سوال کا جواب آج تک کوئی بھی نہیں دے پایا ہے۔ مستزاد، یہ افسانہ بلاواسطہ حیات سے ہی اخذ معلوم ہونے کے بہ موجب لائق صد ستائش ہے۔

شاکر کریمی کا افسانہ 'غمِ آشنا' ہمیں اس نتیجے پر پہنچاتا ہے کہ اس زندگی میں جو ایماندار دوستی ہوا کرتی ہے، وہ تمام رشتوں میں بے نظیر ہوتی ہے، کیونکہ حیات میں ایک سچا اور ایماندار دوست جو رشتہ رکھتا ہے، وہ دیگر تمام تر رشتوں سے بالاتر ثابت ہوا کرتا ہے۔ اس افسانے میں بھی ہیرو اقبال احمد کی شاہد کے ساتھ ایسی ہی سچی اور ایماندار دوستی کی قابلِ تقلید مثال گردانی جاسکتی ہے۔

مضامین میں پروفیسر مولا بخش کا مضمون از حد پسند آیا۔ اس میں شہرۂ آفاق شاعر محمد علی جوہر کی شاعری کے تحت 'موت سے عشق' کے جذبے کو شہادت تک لے جاکر اسے حریتِ ملک کی معراج تک لے جانے میں شاعر کی اپنے وطن کے تئیں بے بہا محبت کو کاملاً نشان زد کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں تحقیق و تنقید کی چوٹی سر کی گئی ہے اور یہ تحریر تخلیقیت کی صلاحیت سے بھی مملو ہے اور افکار کی بلندی و پختگی پے در پے ہمیں اپنا گرویدہ کیے چلتی ہے۔

شعری حصہ اگرچہ حسبِ سابق توانا ہی ہے، تاہم ایک تجویز دینا درکار ہے اور وہ یہ ہے کہ غم و مصائب سے مملو اس انسانی حیات میں ہمیں قنوطیت آمیز حوصلہ شکن اشعار کے بجائے امید پرستی اور حوصلہ افزا اشعار کی زیادہ تخلیق کرنی چاہیے۔ مثلاً غلام مرتضیٰ راہی کا یہ شعر ''منقوشِ خاطر ہے: ''رہے چاک دامان و گریباں رچلے پیہم مرا کار رفو بھی۔'' (ص: ۵۶) اور مرلی دھر طالب کا یہ شعر بھی حوصلہ افزا ہے: ''قدم قدم پہ جلائے تو ہیں دیے ہم نے ربلا سے اپنے مقدر میں روشنی نہ رہی۔'' (ص: ۵۷) اسی طرح شاہد ندیم کا یہ شعر بھی ظلم و ستم کے احتجاج کی تلقین دینے والا ہونے کے بموجب قابلِ تقلید و صد ستائش ثابت ہوتا ہے۔ ''مظلومیت جو وجد میں آئی تو یوں ہوا ربڑھ کر ستم کے ہاتھوں سے تلوار چھین لی۔'' (ص: ۵۹)

محترمہ نگار عظیم کی غزل کے مقطع کے شعر کی ردیف میں 'جی' لفظ کی جگہ 'ہی' لفظ ہے۔ اصلاح کرلیں۔

دیگر تمام تر مضامین بھی اعلیٰ و ارفع ثابت ہوتے ہیں۔ نئے سال کے آغاز پر ایسے اعلیٰ و ارفع شمارے کے لیے میری دلی مبارکباد قبول فرمائیں!

کرشن بھاؤک، پٹیالہ (پنجاب)، موبائل: 9815165210

● ایوان اردو اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ ملا، نیا سال ہے، نئی امنگیں ہیں، نئی منزلیں، ادب میں نئے نئے عصری موضوعات آئیں گے اور سال ۲۰۱۹ء ادب کے لیے نئی زندگی لائے گا۔ نیا جوش اور ولولہ ہوگا۔ اردو اکادمیاں میں دو چار اکادمیوں ہی ہیں جو ادبی

رسالے نکالتی ہیں۔اس میں معیاری ادب صرف ایوان اردو میں ہی پڑھنے کو ملتا ہے، جہاں تک میری معلومات ہے بچوں کا رسالہ صرف ایک ہی اردو اکادمی نکالتی ہے۔دوسری اہم بات یہ ہے کہ پرچہ ہر ماہ وقت پر بلکہ ماہ کے آخری ہفتہ میں اگلے ماہ کا رسالہ مل جاتا ہے جب کہ دوسرے رسالے تاخیر سے شائع ہوتے ہیں۔

پروفیسر علی احمد فاطمی نے جسی۔ فاصلوں کے آتنک کا ناول کا بڑی گہرائی کے ساتھ تجزیہ کیا ہے، بلکہ پڑھ کر ایسا لگتا ہے ہم ناول کے ساتھ ساتھ ہیں۔فہمیدہ ریاض پر بھی مضمون اچھا ہے۔تانیثت کے ادب میں ان کا نام ہمیشہ رہے گا۔مولانا محمد علی جوہر پر نئے انداز کا مضمون ہے، ڈاکٹر شبانہ نے رفعت سروش کو یاد کیا۔افسانوی ادب کے کیا کہنے۔ماضی میں ماہ نامہ شمع،اس طرح کے واقعاتی' حادثاتی اور موضوعاتی افسانے شائع ہوتے تھے۔افسانہ مسیحا کا کلائمکس دل کو چھو گیا۔صبح پھولوں کے گلدستہ،شام موم بتیاں اور آوارہ مسیحا کا انتظار، غربت عجیب سزا ہے بہترین کہانی ہے۔ روندی گئیں کلیاں کے حالات وواقعات کی عکاسی دلکش پیرائے میں کی گئی ہے،غم آشنا کے کردار بھی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ان تمام افسانہ نگاروں کو مبارکباد۔ غزلیں، نظمیں، رباعیات کے ساتھ تبصرے بھی خوب ہیں۔سرورق پر ادیب یا شاعر کی تصویر ہواور وہ اس ماہ کی شخصیت۔اس پر مضمون اس سے ایک اچھا البم تیار ہوگا۔اسکولی طلبا وطالبات کے لیے تعلیمی وثقافتی مقابلے دیکھ کر دل خوش ہے، دوسروں کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہیے، میرے نئے سال کا نیا شمارہ نئی راہیں کھولے گا۔

ڈاکٹر م۔ق۔سلیم، حیدرآباد، موبائل:9849406501

● جنوری ۲۰۱۹ء کا ایوان اردو زیور نگاہ ہوا۔ اردو اکادمی، دہلی کے لیے عہد شہپر کو شاہکار عہد کہنا غلط نہ ہوگا۔شہپر رسول کے قدم کی برکت ہے کہ اردو اکادمی، دہلی اپنی صالح فعالیت ومعنویت کی مثال درمثال قائم کرتی جارہی ہے۔ اس تعلق سے اردو شعر وادب اور اہالیان دہلی خوش نصیب ہیں۔ پٹنہ میں بیٹھ کر اردو اکادمی، دہلی کے پروگراموں کی خبریں پڑھ کر دل مسوس جاتا ہے، کاش میں بھی اس اکادمی کے تمام ادبی، لسانی نیز ثقافتی پروگراموں میں کبھی بطور شاعر، کبھی بحیثیت مقالہ نگار اور کبھی بشکل سامع شامل ہوتا رہتا۔

میری دعا ہے کہ اسی تندرفتاری کے ساتھ اردو اکادمی، دہلی اپنا کامیاب سفر طے کرتی رہے۔آمین ثم آمین۔

یکے بعد دیگرے اکادمی کی جانب سے منعقد ہونے والے تمام پروگرام یقیناً تعریف کے مستحق ہوتے ہیں۔

میں نے ایوان اردو کو اپنے شعری مجموعہ 'آوارجہ' کی دو عدد کاپیاں مہینوں قبل ارسال کررکھی ہیں، لیکن اب تک اس پر کوئی اچھا برا تبصرہ نظر نواز نہیں ہوسکا ہے ممکن ہو تو خواہش کی تکمیل کردی جائے ورنہ کوئی بات نہیں ہے۔

۲۰۱۹ء کا یہ پہلا شمارہ پورے سال کی بہتری کا اعلان کرتا ہے ویسے بھی ایوان اردو کی عمدگی کی دنیا قائل ہے۔

پروفیسر حامدی کاشمیری کی غزل دیکھ کر اپنا مطلع یاد آگیا:

کتنے اچھے تھے آدمی نہ رہے
ہائے افسوس حامدی نہ رہے

ایوان اردو کے تمام صفحات لائق مطالعہ ہیں، تمام خامہ کار ڈھیروں مبارکبادیوں کے مستحق ہیں، میں تمام ادبا وشعرا کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہوں۔

شکیل سہسرامی، پٹنہ (بہار) موبائل:9835642267

● آپ کا مجلّہ ''ایوانِ اردو' اپنی تمام تر خصوصیات اور عمدہ طباعت کے ساتھ ''مکتبہ مرکزیہ' جامعۃ الفلاح کو پابندی سے موصول ہو رہا ہے۔ یہ مجلّہ علمی، ادبی وتحقیقی مضامین اور حسن انتخاب کے لحاظ سے طلبہ واساتذہ کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔تمام مضامین تحقیقی ہونے کے سبب اپنی انفرادیت رکھتے ہیں، یہ ایوانِ اردو کی خصوصیت اسے دوسرے رسائل سے ممتاز کرتی ہے۔ افسانے اور غزلیں بھی خوب ہیں۔

عرفان احمد فلاحی، اعظم گڑھ (یوپی) موبائل: 9453757380

● ''ایوانِ اردو' پابندی سے مل رہا ہے۔اچھی معیاری تخلیقات پڑھنے کو مل رہی ہیں یہ سب آپ کی نگاہ گوہر شناس کا ثمرہ ہے۔بہترین اور شعری تمام تخلیقات اور تحقیقی مضامین۔ واہ کیا خوب ۔ خدا ایوانِ اردو کو نظر بند سے بچائے۔آمین

ابرار نعمی، رائسین (ایم۔پی)،موبائل: 9424433844

◆◆◆

◆◆◆